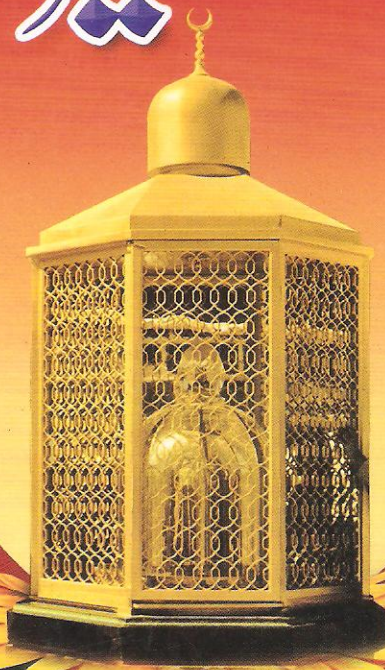
مسائل قربانی

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین

اور غیر مقلدین



از قلم

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغِ اہلِ سنت

حضرت علامہ ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مدظلہ العالی

کرمانوالہ بک شاپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ محمد
و علیٰ اٰل محمد کما صلیت
علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم
انک حمید مجید ۵
اللّٰھم بارک علیٰ محمد و علیٰ
اٰل محمد کما بارکت علیٰ
ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم
انک حمید مجید ۵

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین

مسائل قربانی اور غیر مقلدین

از قلم

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغِ اہلِ سنت

حضرت علامہ ابو حذیفہ پیر محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مد ظلہ العالی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲- دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

فہرست

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اسلامی تہوار اجتماعیت اور اتحاد کے مظاہرے کے مواقع ہیں۔ کچھ لوگ ان مواقع پر فرقہ واریت کو ہوا دینا ضروری خیال کرتے ہیں مثلاً رمضان المبارک کی آمد پر ''بیس تراویح'' کے خلاف فتوے اور رسائل شائع کرنا، عیدِ قربان کے موقع پر ''قربانی چار دن'' پر اصرار کرنا ایسے ہی کام ہیں جو وحدتِ امت کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہیں۔

فاضل نوجوان مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے پیشِ نظر رسالہ ''مسائلِ قربانی اور غیر مقلدین'' میں مسلکِ سوادِ اعظم احناف کا مؤقف دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس مسئلے پر حوالوں کے انبار لگا دیے ہیں۔

بلاشبہ ان کی یہ محنت لائقِ صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو فرقہ واریت اور فتنہ وفساد سے محفوظ فرمائے اور فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۶/ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ/۳۰/دسمبر ۲۰۰۳ء

تقریظ

مناظر اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا **محمد سعید اسعد** صاحب (فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین متین، شرح مبین کے کچھ مسائل اصولی ہیں کچھ فروعی، یوں سمجھ لیجئے کہ کچھ مسائل ایسے ہیں کہ جن میں کوئی دوسری رائے نہیں لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں جن کے دلائل میں بظاہر تعارض ہے۔ ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے ایک دلیل کو لے کر اس پر عمل کیا اور کسی نے دوسری دلیل کو قوی سمجھ کر اسی پر فتویٰ دیا۔ یوں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوا۔ احناف کا مسائل فروعیہ عملیہ میں موقف یہی ہے کہ قولنا صواب یحتمل الخطاء- وقول الغیر خطاء یحتمل الصواب ہماری بات درست ہے مگر ہوسکتا ہے غلط ہو اور غیر یعنی دوسرے امام کی بات غلط ہے لیکن ہوسکتا ہے درست ہو۔ اسی بناء پر دوسرے امام اور اس کے مقلدین کی احناف نہ تکفیر کرتے ہیں نہ ہی تفسیق و تضلیل بلکہ موجب اجر وثواب سمجھتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''حاکم (مجتہد) جب اجتہاد کرے، محنت کرے اور پھر صحیح مسئلہ نکال لے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا اور اگر بالفرض غلطی بھی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا'' ہر مجتہد کو اس کے حسن عمل وحسن نیت کی بنا پر چونکہ اجر وثواب ملے گا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ مجتہدین اور چاروں مذاہب حق ہیں۔

بھی امام کی تقلید کو ناجائز وحرام کہتا ہے اور خود اجتہاد کی صلاحیت تو درکنار اس فرقہ کے ۹۸ فیصد لوگ عربی عبارت تک پڑھنے پر قادر نہیں ہیں۔ دو، چار مسائل پر شوافع کے چند دلائل یاد کر کے احناف کے متعلق غلیظ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جناب یہ حنفی لوگ تو حدیث کے دشمن ہیں۔ انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی احادیثِ مبارکہ سے کیا واسطہ یہ تو صرف اپنے امام ابوحنیفہ ہی کی بات کو مانتے ہیں۔ یہ وہابی ٹولہ احناف کے دلائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور کئی وہابی محض ضد اور تعصب میں آ کر فتنہ وفساد شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی تقریباً ہر مسجد میں بڑے بڑے سائز کے چیلنج نما اشتہارات چسپاں ہوتے ہیں جو کہ مزید تعصب اور فساد پیدا کرنے کا سبب ہو رہے ہیں۔

عید قربان جونہی قریب آتی ہے یہ غیر مقلدین پھر فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پمفلٹوں اور اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے اور نشانہ بنتے ہیں تو بے چارے احناف۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے عزیز محترم مناظر اسلام مولانا کاشف اقبال مدنی کا کہ انہوں نے ''مسائل قربانی اور غیر مقلدین'' نامی رسالہ لکھ کر وہابیوں کے اس طوفان بدتمیزی کا منہ بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور غیر مقلدین وہابیوں کو بھی راہِ ہدایت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید اسعد غفرلہ

تقریظ

مناظر اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی **محمد جمیل رضوی** صاحب شیخوپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیّدی یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی صاحب کی تالیف مسائل قربانی اور غیر مقلدین خوبصورت ٹائٹل میں متفاوت مقامات سے دیکھی براہینِ اہل سنت کے انبار لگا دیے ہیں۔ وہابیہ خبیثہ ہر معاملہ میں اہل سنت کے ساتھ الجھنے کی کوشش کرتے ہیں قربانی جیسی سنت میں بھی عام لوگوں کو پھسلانے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں اور شوروغوغا برپا کرتے ہیں کہ قربانی کے چار ایام ہیں حالانکہ احادیث اور جمہور ایام ثلاثہ ہی کے ناطق و قائل ہیں۔ وہابی جہاں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہاں فسادی وحسادی بھی ہیں۔

کبھی اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں کبھی نماز کے بعد ذکر بالجہر پر جھگڑا کرتے ہیں۔ کبھی رفع یدین پر فساد برپا کرتے ہیں کبھی فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں اور کبھی آمین بالجہر پر نزاع کرتے ہیں۔ جتنے بھی مسائل عبادات سے متعلق ہیں وہ اہل اسلام کو ہی زیبا ہیں وہابیہ پلیدہ نجسیہ تو انبیاء واولیاء ومقربین خصوصاً سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے بے ادب و گستاخ ہیں۔ بات بات پر وہابیہ زندیقہ اہل سنت کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں حالانکہ اہل سنت تو قطعاً عقائد شرک نہیں [illegible]

بدعتی و گستاخِ رسول ہیں۔ اہل سنت کے احباب کو وہابیہ خبیثہ سے عبادات سے متعلق مباحثے نہیں کرنے چاہئیں بلکہ وہابیہ کو یہ کہنا چاہیے کہ اپنی گستاخیوں و بے ادبیوں پر بات کرو۔ وہابی اپنے آپ کو مسلمان تو ثابت کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا عبادات پر بات کرنے کا انہیں حق نہیں۔

مولانا کاشف اقبال مدنی رضوی اہل سنت کے محقق ومناظر آدمی ہیں۔ وہابیہ خبیثہ کے اعتراضات پر قلم اٹھایا ہے اور اہل سنت کے اضطرابات کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ موصوف نے وہابیہ کو ان کے اکابر کی مسلّم کتب سے ثابت کیا ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ان کی تالیف کو اہل سنت کے لئے تحفۂ تحقیق بنائے اور تادمِ آخر دقیق مسائل پر اپنی جدید تر تحقیقات پر رشحات قلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مؤلف کی مندرجہ ذیل تحقیقات قابل مطالعہ ہیں:

۱- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

۲- وہابیت کے بطلان کا انکشاف

۳- فضائل ومسائل رمضان وبیس تراویح

۴- خطرے کی جھنڈی

۵- مسائل قربانی وغیر مقلدین

۶- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت وحاکمیت

احقر العباد

(ابومحمد جیلانی) محمد جمیل رضوی شیخوپوری

خلیفہ مجاز بریلی شریف

۲۵ رمضان ۱۴۲۵ھ/ ۹ نومبر ۲۰۰۴ء بروز منگل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تقریظ

مناظر اسلام محقق اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا پروفیسر محمد انوار حنفی

کوٹ رادھا کشن

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔

اما بعد!

اللہ جل جلالہ نے دین اسلام کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہے۔ لہٰذا قیامت تک یہ دین متین اپنی اصلی چمک دمک کے ساتھ باقی رہے گا۔ دنیا میں بے شمار کفروالحاد اور بدعقیدگی کی آندھیاں چلیں طرح طرح کے نئے نئے عقائد و نظریات گھڑے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بدعقیدہ لوگوں کے نظریات کے ردّ کرنے اور دین متین کی نظری وفکری حفاظت کے لئے ایسے ایسے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے کہ اُن رجال کی برکت سے وہ فتنے کافور ہو گئے۔ ان بابرکت رجال میں سے ایک عظیم ہستی حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ ونفعنا اللہ بطول حیاتہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا خاص کرم فرمایا ہے۔ کہ آپ بے شمار علوم پر مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ علم تفسیر ہو تو آپ ایک عظیم مفسر نظر آتے ہیں۔ علم حدیث ہو تو آپ ایک عظیم محدث نظر آتے ہیں۔ علم فقہ ہو تو آپ ایک فقیہہ نظر آتے ہیں۔ علم تصوف ہو تو آپ ایک بلند پایہ صوفی نظر آتے ہیں۔ علم مناظرہ ہو تو آپ ایک عظیم تجربہ کار مناظر نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

آپ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی خدمت اسلام فرما رہے ہیں۔ آپ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں جس موضوع پر آپ قلم اٹھاتے ہیں۔ اُس موضوع پر آپ تحقیق کے حق ادا کر دیتے ہیں اور وہ کتاب اس موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی میری اس بات کو مبالغہ سمجھتا ہو تو وہ الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ کا ثبوت اور نورانیت و حاکمیت کا مطالعہ کرے تو اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔ آپ کی یہ کتاب مسائل قربانی اور غیر مقلدین بھی تحقیق کا ایک عظیم مینار ہے۔ اس کتاب میں غیر مقلد وہابیوں کے ان مسائل کو آپ زیر بحث لائے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ احناف کو مطعون کرتے ہیں۔ آپ نے ان مسائل کی اس کتاب میں خوب تحقیق فرمائی ہے۔ مثلاً وہابی قربانی کے چوتھے دن کے بھی قائل ہیں اور اس طرح اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی نے دلائل قاہرہ سے اس کا ردّ فرمایا اور ثابت کیا کہ قربانی کے صرف تین ہی دن ہیں۔ اس طرح آپ نے دیگر مسائل کو بیان فرمایا اور وہابیوں کے دلائل خود ساختہ کا ردّ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ حضرت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی کے علم وعمل اور عمر وصحت میں برکت فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام فرمائے۔

پروفیسر محمد انوار حنفی

دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ کوٹ رادھا کشن

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ/ ۱۶ نومبر ۲۰۰۷ء

بروز جمعۃ المبارک

وجہِ تالیف

یہ دور بڑا پُرفتن دور ہے۔ اہلِ سنت و جماعت پر ہر طرف سے حملوں کی بھرمار ہے۔ دیوبندی، وہابی، شیعہ، قادیانی وغیرہ جتنے بدعقیدہ و بدمذہب ہیں اہلِ سنت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ عوام اہلِ سنت کو گمراہ کرنیکی کوشش کی جا رہی ہے۔ سال میں کوئی موقع خواہ خوشی کا ہو یا غمی کا' ایسا نہیں ہے جو ان لوگوں کے فتنہ سے محفوظ ہے۔ اب تو کوئی شہر کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں ان فتنہ بازوں نے شرانگیزی نہ شروع کر رکھی ہو۔ عیدِ قربان کا موقع آتا ہے تو اِدھر مہینہ کی ابتداء ہونے ہی والی ہوتی ہے اُدھر وہابیہ کی طرف سے اشتہار و رسائل تقسیم کیے جاتے ہیں کہ اہلِ سنت بدعتی ہیں مشرک ہیں' ان کا وہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے وہ مسئلہ خلاف ہے وغیرہ۔ مناظرِ اسلام مولانا محمد عبد التواب صاحب کے حکم پر فقیر راقم الحروف نے چند ایک مسائل جن پر یہ لوگ شور برپا کرتے ہیں' کے متعلق مختصر مگر جامع اہلِ سنت کا موقف، دلائل اور وہابیہ کے دلائل کے منہ توڑ جوابات تحریر کر دیئے ہیں تاکہ عوام اہلِ سنت ان کے فریب میں نہ آسکیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ وہابیہ دیوبندیہ سے ہمارا اصل اختلاف ان فروعی مسائل میں نہیں ہے بلکہ اصل اختلاف تو یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور سیّد عالم ﷺ کے بے ادب و گستاخ ہیں۔ ان سے ہمارا پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ وہابی

عاجز ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب بلکہ عرب وعجم کے علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے ادب و گستاخ ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اس تحریر کے وقت فقیر کو مناظرِ اسلام مولانا محمد ارشد القادری علیہ الرحمۃ یاد آرہے ہیں جو تمام علمی معاملات میں فقیر کی معاونت فرماتے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کی بخشش و مغفرت فرمائے آمین۔ عزیزم حافظ محمد قمر جاوید صاحب اور عزیزم محمد ندیم صاحب نے فقیر کو ان مسائل پر تحریر کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی مگر بعض مصروفیات آڑے آئیں مگر اب بحمد اللہ تعالیٰ ان کی آرزو بھی پوری ہوگئی' مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

فقیر پر ان کاوشوں کی وجہ سے نائبِ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی بھی خاص نظرِ شفقت تھی۔ مولیٰ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے وسیلۂ جلیلہ سے فقیر کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

خادمِ اہلِ سنت
محمد کاشف اقبال مدنی
شاہ کوٹ، ضلع شیخوپورہ
فون 0300-4128993
۵-شوال المکرم ۱۴۲۴ھ

ایک ضروری بات

قربانی نمازِ عید کے بعد کرنی چاہیے۔ نمازِ عید کسی صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی کی اقتداء میں پڑھیں ورنہ وہابی دیوبندی وغیرہم جتنے بدمذہب ہیں کے پیچھے نماز قبول نہیں ہوگی۔

قربانی کے حصہ داروں میں بھی یہ بات قابلِ غور ہے کہ کسی بھی بدمذہب کے ملانے سے سبھی کی قربانی ناجائز ہو جائے گی۔

قربانی کی کھالیں صرف صحیح العقیدہ سنّی غرباء و مساکین اور مدارس کا حق ہے کسی بدمذہب وہابی، دیوبندی، مودودی وغیرہ کو قربانی کی کھالیں دے کر اپنی قربانی کی برکات کو ضائع نہ کریں تمام اکابرین اہلِ سنت کا اسی پر اتفاق ہے۔

تقدیم

یہ دور بڑا پُر فتن ہے نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں وہابیہ غیر مقلدین خذلھم اللہ عوامِ اہلِ سنت کو گمراہ کرنے کے لیے بڑے زور و شور سے اپنی تبلیغ کے روپ میں دنگا و فساد کرتے نظر آتے ہیں۔ جب کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو کسی ایک بات پر ٹھہرتے نہیں ایک طرف پھنس جاتے ہیں تو دوسری طرف سے بھاگ

جاتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بات کوئی ہو اگر اصول سے کی جائے تو مفید ہوتی ہے اگر بے اصولی سے کی جائے تو سوائے وقت کے ضیاع کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے فائدے کے لیے طرفین کے مذاہب کے بنیادی اصول تحریر کر دیئے جائیں تا کہ بامقصد گفتگو کی جائے اور وہابیہ سے ان اصولوں پر پیروی کرنے پر ہی گفتگو کی جائے۔

وہابیہ کے مذہب کے بنیادی اصول

۱: وہابی مذہب میں دلائل صرف دو طرح کے ہو سکتے ہیں قرآنِ پاک اور حدیثِ مصطفیٰ ﷺ، تیسری کوئی دلیل نہیں ہے آج کل وہابیہ عموماً یہ نعرہ بلند کرتے ہیں اہلِ حدیث کے دو اصول

فرمانِ خدا جل جلالہٗ — فرمانِ رسول ﷺ

وہابیہ کے مقتدر عالم مولوی محمد جونا گڑھی رقمطراز ہیں کہ:

"برادران آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلامِ رسول اللہ اب تیسرا ہاتھ ہے نہ تیسری چیز"۔ (طریق محمدی ص ۱۲)

۲: وہابیہ کے مذہب میں کسی نبی اور کسی اُمتی کی رائے اور قیاس دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی قابلِ حجت و اعتبار۔ وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ:

"سنیے جناب بزرگوں کی، مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے و قیاس اجتہاد و استنباط اور اُن کے اقوال تو کہاں شریعتِ اسلام میں تو خود پیغمبر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں"۔ (طریقِ محمدی ص ۴۰)

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو۔ اس دین والے آج

ایک اُمتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریقِ محمدی ص ۴۰)

وہابیہ کے مستند عالم محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

’’قیاس نہ کیا کرو کیوں کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے‘‘۔

(ظفر المبین ص ۷۰ طبع پیچہ وطنی)

وہابیہ کے علامہ وحید الزماں صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔

(لغات الحدیث ج ۱ ص ۱۳۵ کتاب ج)

۳- وہابیہ کے مذہب میں کسی کی تقلید اُمتی کی خواہ امام ہو یا مجتہد شرک ہے۔ وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ تقلید شرک ہے۔ (سراجِ محمدی ص ۱۲)

وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ تقلید خواہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو یا خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے۔

(ظفر المبین ص ۴۷)

وہابیہ کے جونا گڑھی سے سوال ہوا سوال اور جواب دونوں پیشِ خدمت ہیں۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ حنفی (سنی) ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے،

رب اغفرلی ولوالدی

جواب: مشرکین کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ (سراجِ محمدی ص ۴۷)

تقلید کی تعریف بھی وہابیہ کی زبانی ملاحظہ کر لیجئے۔ وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ:

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ یہ حکم خدا اور اُس کے پیغمبر کی طرف سے بھی ہے یا نہیں۔

(ظفر المبین ص ۴۳)

وہابی مولوی فاروق الرحمٰن یزدانی نے بھی تقریباً یہی تعریف نقل کی ہے۔

جن کتب کے یہ حوالہ جات درج کیے گئے ہیں یہ وہابیہ کی مستند کتب ہیں۔

جس کی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۳۷ء میں وہابیہ نے آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس منعقد کی تھی جس میں متعدد وہابی علماء کی موجودگی میں وہابیہ کے جید عالم ابویحییٰ امام خاں نوشہروی نے وہابیہ کی علمی خدمات پر ایک تفصیلی مقالہ پیش کیا جس کو جید وہابیہ نے بعد میں شائع کروایا۔ اُس کا نام ہے ’’اہلِ حدیث کی علمی خدمات‘‘۔ اس کتاب میں جو فہرستِ کتب ہے وہ ان کی مستند اور جماعتی کتب ہیں۔ درج بالا حوالہ جات کی کتب کے نام بھی اس مذکور کتاب میں شامل ہیں۔ مثلاً طریقِ محمدی کا نام مذکورہ کتاب ص ۲۷ اور ظفر المبین کا مذکورہ کتاب ص ۶۰ اور سراجِ محمدی کا مذکورہ کتاب طبع مکتبہ نذیریہ ص ۶۹ پر موجود ہے۔

توجہ طلب اُمور:

چونکہ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ وہابیہ کے مذہب میں کسی اُمتی کی تقلید شرک ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے اس لیے وہابیہ اپنے ان اصولوں پر قائم رہتے ہوئے مناظرہ میں حدیث کی صحت وضعف اور راویوں کی بحث اور ان کی تشریح وتوضیح میں کسی اُمتی کا قول پیش نہیں کر سکیں گے اور نہ قیاس کریں گے اس لیے کہ کسی اُمتی کی تقلید شرک اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے اس لیے وہابی حدیث یا آیت کا حوالہ ذکر کر کے وضاحت کے لیے اپنی رائے نہیں پیش کر سکیں گے اور ان کو حدیث روایت کی وضاحت میں تقریر کی اجازت نہیں اس لیے کہ یہ وضاحت تو ان کی ذاتی رائے ہے۔ اس لیے جب بھی مناظرہ میں وہابی کسی اُمتی کا قول پیش کریں اور اس کی وضاحت کریں قیاس کریں تو ان کو ٹوک کر تقلیدی شرک اور قیاس کی شیطانیت سے توبہ کروا کر آگے گفتگو کرنے دیں۔

اہلِ سنت کے اصول:

ہیں:

(۱) قرآنِ مجید (۲) حدیثِ رسول (۳) اجماعِ اُمت (۴) قیاسِ شرعی۔

۲: ہمارے نزدیک کسی بھی فن میں اُس فن کی مہارت رکھنے والے کی رائے معتبر ہوتی ہے مثلاً دُنیاوی طور پر ڈاکٹری میں کسی ماہر ڈاکٹر اور انجینئرنگ میں کسی ماہر انجینئر اور زراعت میں کسی ماہر زراعت اور مسائل میں فقہاء اور حدیث میں ائمۂ حدیث اور تجوید میں کسی مجوّد اور گرامر میں ماہر صرف ونحو کی رائے قابلِ اعتبار ہے۔ حدیث شریف کی صحت، ضعف میں دو اقسام ہیں ایک وہ حدیث شریف جو معمول بہ ہے اور دوسری متروک جس پر اُمت کا عمل ہے وہ صحیح ہے اور متروک ضعیف ہوتی ہے۔

اور پھر ائمہ حدیث کی بھی دو اقسام ہیں ایک محدثین اور دوسری مجتہدین۔

محدثین کا کام روایت کی سند اور الفاظ سے متعلق ہوتا ہے مگر مجتہدین محدثین کا کام صرف یہ نہیں بلکہ وہ ثابت اور غیر ثابت' معمول ہے نہیں ہے' حکم شرعی کیا ہے اور اس روایت سے متعارض روایات سے اس کا تعارض کا رفع ہونا ان امور کی تحقیق ہر مجتہد اپنے اصولوں سے کرتا ہے۔ اس لیے امام اعظم ابوحنیفہ نے صحابہ کرام کو بنیاد بنایا نیز آثار صحابہ نہ ملنے کی صورت میں انہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں خود اجتہاد کیا ہے اور آپ کے شاگردوں نے انہی اصولوں کے مدِنظر احکاماتِ شرعیہ کو مرتب کیا ہے اس لیے ہمارے نزدیک وہی صحیح ہیں اور اگرچہ کسی محدث نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف ہی کہا ہو اور کوئی متروک حدیث ہے مجتہدین کے فیصلے کی رو سے تو ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے اگرچہ محدثین میں سے کسی نے اسے صحیح ہی کیوں نہ قرار فرمایا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ محدثین کا کام کیا فائدہ دے گا تو جوابات یہ ہیں: محدثین نے اسناد کا جو کام کیا ہے اگر وہ نہ کرتے تو جھوٹے کذاب دجال اپنی روایات کو ٹھونس دیتے۔ سند کی تحقیق میں انہی محدثین کی

تحقیق معتبر ہے مگر حدیثِ عمل میں مجتہدین کی۔ یہی محدثین حدیث پر عمل یعنی فقہ میں کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں ائمہ صحاح بھی مقلد تھے جس کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے الحطہ اور اتحاف النبلا میں تسلیم کیا یعنی محدثین بھی مجتہدینِ فقہاء کے فیصلے کو درست مانتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے احادیث وصحابہ کے آثار سے کوئی مسئلہ اخذ کیا اور امام صاحب کے بعد اس حدیث کی سند میں کوئی ضعف پیدا ہو گیا تو اس میں امام اعظم کا مسئلہ کیسے متاثر ہو گا۔ ضعف تو بعد میں پیدا ہوا غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید واجب ہے غیر مجتہد نہ ہی اجتہاد کر سکتا ہے اور نہ ہی مجتہدین کے فیصلے کو ٹھکرا سکتا ہے۔

مسائل کی بھی تین اقسام ہیں:

(۱) جو کتاب وسنت میں مذکور نہیں ہیں۔ (۲) جن کے دلائل متعارض ہیں (۳) کسی حدیث میں معنی کے اعتبار سے اس میں متعدد احتمال ہوں تو اس کے متعدد معانی ہو سکتے ہوں۔

اب بات تو واضح ہے کہ یہ فیصلہ تو ماہر کتاب وسنت یعنی مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

وہابیوں سے گفتگو کرتے وقت یاد رکھیں

ایک تو یہ کہ ان کا مؤقف ان سے تحریر کروا کر دستخط کروالیں پھر مذکورہ بالا اُن کے جو اصول درج کیے گئے ان پر ان کو مضبوط کریں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے کہ ایک مسئلہ میں بات نہ آئی تو دوسرے کی طرف پھر جاتے ہیں۔ ان پر گرفت کریں جب تک پہلا مسئلہ حل نہ ہو جائے دوسرا ہرگز شروع نہ کریں اور جو مؤقف وہابی تحریر کر دیں اُن سے انہی الفاظ سے صحیح مرفوع صریح اور غیر معارض حدیث کا مطالبہ کریں۔ یہ بات یاد رکھ لیں کہ وہابی کسی صورت میں تقلید سے نہیں بچ سکتے مثلاً ایک وہابی کہنے لگا کہ ہم حدیث اور قرآن سے باہر نہیں جاتے' تقلید شرک

ایک آیت یا حدیث پڑھو جس کا ترجمہ تمہاری یہ تعریف ہو۔ کہنے گا ایسی تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تعریف تم نے کہاں سے کی کہنے لگا محدثین نے کی ہے' میں نے کہا کہ تقلید میں آپ کا موقف کیا ہے' کہنے لگا شرک ہے۔ میں نے کہا کہ تعریف میں محدثین کی تقلید کیسے جائز ہے یا کوئی آیت یا حدیث پڑھو کہ محدثین کی تقلید جائز ہے اور فقہاء ائمہ کی شرک ہے کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی نہیں ہے میں نے کہا تو پھر تو تعریف میں محدثین کی تقلید کر کے آپ نے شرک کیا لہٰذا آپ بھی توبہ کریں اور نکاح کا فکر کریں۔

لہٰذا ان اصول وضوابط کے پیشِ نظر اس طریقہ سے وہابیہ سے گفتگو کرنی چاہیئے اور اس کو ریکارڈ بھی کرنا چاہیئے اور ہر بات پر تحریر اور اس پر حدیث کا مطالبہ کریں تا کہ وہ جس طرح عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہی کے اصولوں پر ان کی ذلت و رسوائی ہو سکے، اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ یہ فروعی مسائل وہابیہ دیوبندیہ سے بنیاد اختلاف نہیں ہے' اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور ﷺ کے بے ادب گستاخ ہیں پہلے یہ لوگ اپنا ایمان ثابت کریں دوسری بات بعد میں کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی سنتِ ابراہیمی ہے جسے دُنیا کے مسلمان ہر سال ذوالحج کے مہینہ میں ادا کرتے ہیں۔ قربانی عموماً دس ذوالحج کو کی جاتی ہے اس دن قربانی کرنا افضل ہے۔ جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں اسی پر آج تک مسلمانوں کا عمل رہا ہے مگر غیر مقلدین کا چونکہ وتیرہ ہے کہ جمہور اہلِ اسلام کی ہر مسئلہ میں مخالفت کرنی ضروری ہے اور بات بات پر مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگاتے ہیں فتنہ وفساد شور غل کرنا ان کا دائمی معمول بن چکا ہے اس لیے جیسے ہی قربانی کے دن آتے ہیں غیر مقلدین کی طرف سے کتب و رسائل اور اشتہارات کی بھرمار ہو جاتی ہے اور تمام مسلمانوں کی مخالفت کے جذبہ کے تحت یہ شور برپا کیا جاتا ہے کہ قربانی صرف تین دن نہیں بلکہ چار دن ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے جمہور اہلِ اسلام کے دلائل اور غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات ہدیۂ قارئین کر دیئے جائیں تا کہ کوئی بھی مسلمان ان کے دھوکے سے متاثر نہ ہو سکے۔

قربانی کا افضل دن:

ذوالحج کی دس تاریخ کو قربانی کرنا حضور سیّد عالم ﷺ کی سنت ہے۔ غیر مقلدین وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری لکھتے ہیں کہ یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل و اعلیٰ اور اولیٰ ہے اور آنحضرت ﷺ کی دائمی سنت اور زندگی کا معمول ہے۔ (القول الانیق ص ۳)

المقری محمد ادریس عاصم نے اہم مسائلِ قربانی ص ۴۹ اور وہابی مولوی محمد اعظم نے مسائلِ قربانی ص ۳۹ پر یہی نقل کیا ہے۔

قربانی صرف تین دن ہوسکتی ہے

۱- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

من ضحٰی منکم فلایصبحن و بقی فی بیتہ منہ شیء

(صحیح ابنِ حبان ج ۸ ص ۵۶۸، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۸۲)

جو کوئی قربانی کرے اس کے پاس تیسری رات کے بعد گوشت باقی نہ رہے

معلوم ہوا کہ قربانی صرف تین دن ہے اگر چار دن ہوتی تو رسولِ کائنات ﷺ تین دن کے بجائے چار کا ذکر فرماتے۔ یہ بات قابلِ غور ہے جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی بھی رکھنا منع تھا تو پورے کا پورا بکرا ذبح کر کے کھانا کیسے جائز ہوگا! یاد رہے کہ یہ حدیث شریف سولہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے لہٰذا ہم خوفِ طوالت سے صرف ان کے مبارک نام مع حوالہ جات درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۸، نسائی ج ۲ ص ۱۸۴، ابن ماجہ ص ۲۳۵، ترمذی ج ۱ ص ۲۷۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، مؤطا مالک ص ۲۹۷)

۳- حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ:

(بخاری ج ۲ ص ۸۴۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۷، سنن کبرٰی بیہقی ج ۹ ص ۲۹۰، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۴)

۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ:

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، مسند امام احمد ج ۳ ص ۵۷، نسائی ج ۲ ص ۱۸۴، مؤطا امام مالک ص ۲۹۸، صحیح ابنِ حبان ج ۸ ص ۵۶۸)

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ: (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۵۰)

۷- حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما:

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷۷، دارمی ج ۲ ص ۱۰۷، مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، صحیح ابنِ حبان ج ۸ ص ۵۶۷)

۸- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما (المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۲۵۴)

۹- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، (مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۶۶، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷)

۱۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما،

(مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۱۷، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۹، ابنِ ماجہ ص ۲۳۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹)

۱۱- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

(المعجم الکبیر طبرانی ج ۲ ص ۹۴، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۹، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳)

۱۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، نسائی ج ۲ ص ۱۸۴)

۱۳- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۱۵، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۲)

۱۴- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷)

۱۵- حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۸، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۲، ابنِ ماجہ ص ۲۳۵)

۱۶- حضرت عبد اللہ بن واقد رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، موطا امام مالک ص ۲۹۷) قارئین کرام ہم نے کتبِ احادیث سے سولہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس حدیث کو روایت کرنے کا ثبوت لکھ دیا ہے۔

۲- خلفائے راشدین کا مسلک:

وہابیہ کے مستند عالم محمد عبید اللہ خان عفیف لکھتے ہیں کہ آپ کی پسندیدہ کتاب محلی ابن حزم میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابنِ عمر، حضرت ابنِ عباس حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم ۱۲ ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنے کے جواز کے قائل تھے۔ (محلی ابنِ حزم ج ۷ ص ۲۷۸، فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۳۳)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی تھی تو پھر وہ تین دن تک قربانی کے قائل کس لیے تھے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۳۴)

اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

ایّام قربانی کے بارے میں ہمارا مسلک وہ ہے جو خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے یعنی قربانی صرف تین دن ہے وہابیہ کے امام ابنِ حزم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف تین دن قربانی کی روایت نقل کی ہے۔

(محلی ابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے نقل کیا ہے (البنایہ شرح الہدایہ ج ۴ ص ۱۷۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۱: عن علی ابنِ ابی طالب قال الایّام المعدودات ثلثة ایّام یوم الاضحٰی ویومان بعده (تفسیر در منثور ج ۱ ص ۲۳۴ طبع ایران)

اس روایت کو وہابیہ کے امام ابنِ حزم نے محلی ج ۷ ص ۳۷۷ اور وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۶ پر بھی نقل کیا ہے۔

۲- عن زر ونافع عن علی ابنِ ابی طالب وقال نافع عن ابنِ عمر ثم اتفق علی وابنِ عمر قالا جمیعا الایّام المعدودات یوم النحر ویومان بعد (محلی ابن حزم ج ۷ ص ۲۲۰)

حضرت علی سے زر نے اور نافع نے حضرت ابنِ عمر سے اس بات میں اتفاقِ روایت کیا کہ ایّام معدودات سے مراد دس ذوالحج اور دو دن اس کے بعد

۳- حضرت علی المرتضیٰ سے صرف تین دن قربانی کی روایت امام مالک نے بھی نقل کی ہے۔ (موطا امام مالک ص ۲۹۹ طبع ملتان)

عن عبد اللہ الاسدی عن علی ابنِ طالب. انه کان یقول ایّام النحر ثلثة (عمدة القاری ج ۲۱ ص ۱۴۷، تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۱۴۵)

عبد اللہ اسدی حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

۵- وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری لکھتے ہیں کہ حافظ ابنِ کثیر نے حضرت علی متوفی ۴۰ھ کا مذہب نقل کیا ہے وہ یوم النحر کے دو دن بعد تک قربانی جائز تسلیم کرتے ہیں۔ (ایام قربانی ص ۷ طبع گوجرانوالہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورۃ حدیث کی ایک روایت کی سند کے دو راویوں پر وہابیہ غیر مقلدین جرح کرتے ہیں ایک تو ابنِ ابی لیلیٰ اور دوسرا منہال بن عمرو۔ اَوّلاً تو ابنِ ابی لیلیٰ صحاح سنن اربعہ سنن ترمذی، نسائی ابو داؤد ابنِ ماجہ کا راوی ہے اور اس کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔ امام بخاری کے استاد احمد بن مونس اور ان کے استاد امام زائدہ فرماتے ہیں افقه اهل الدنیا (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۷، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۰۲) امام عجلی نے کہا، کہ ابنِ ابی لیلیٰ فقیہہ' صاحبِ سنت' بے حد سچے اور جائز الحدیث تھے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۷، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۰۲، تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲)، حضرت عطاء نے فرمایا کہ یہ مجھ سے بڑا عالم ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۸، تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲) امام ترمذی اس کی حدیث کو صحیح حسن کہتے ہیں (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۱) امام دارقطنی نے کہا کہ ثقہ ہے (دار قطنی ج ۱ ص ۴۶) امام ہاشمی اس کی حدیث کو حسن کہتے ہیں (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۳۸) وہابیہ کے ابنِ قیم نے اس کی سند کو صحیح کہا (بدائع الفوائد ج ۳ ص ۱۲۳) وہابیہ کے شوکانی نے مجمع الزوائد کے حوالے سے اس کا حسن الحدیث ہونا نقل کیا، (تحفۃ الذاکرین ص ۱۹) وہابیہ کے احمد شاکر بھی اس کی حدیث کا حسن ہونا مانتے ہیں (شرح ترمذی ج ۱ ص ۱۸۸)

۲- دوسرا راوی جو منہال بن عمر ہے تو یہ راوی صحاح کا ہے۔ جب اتنے جلیل القدر محدثین اس کی راویت لیتے ہیں تو پھر اعتراض کیسا۔ امام نسائی اور یحییٰ بن معین اس کو ثقہ کہتے ہیں امام ابوالحسن القطان کہتے ہیں کہ جب امام عجلی اور ابنِ معین نے اس کی تعریف کر دی ہے تو پھر اعتراض کیسا۔ (تہذیب التہذیب ج۱۰ص۳۲۰) لگے ہاتھوں آنے والے آثار پر جرح کا جواب لے لیجئے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ایک سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اوّلاً تو یہ صحاح اربع کا معتمد علیہ ہے۔ ثانیاً امام یعقوب بن سفیان نے کہا کہ ثقہ اور عادل ہے۔ یزید بن ہارون نے کہا سب سے بڑھ کر حافظ ہے (تہذیب ج۴ص۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر میں راوی معاویہ بن صالح پر وہابیہ کو اعتراض ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ صحاح اربعہ کا راوی ہے۔ ثانیاً ابن معین اسے ثقہ کہتے ہیں، عجلی ونسائی بھی توثیق کرتے ہیں ابنِ فراش نے کہا صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے امام بزار کیا نے ثقہ کہا۔ (تہذیب التہذیب ج۱۰ص۲۰۹)

ان دلائل سے حضرت علی المرتضیٰ کا مسلک ایامِ قربانی کے بارے میں واضح ہو گیا کہ قربانی صرف تین دن ہے مگر دوسری طرف غیر مقلدین کے مؤقف چار دن قربانی کی روایت حضرت علی المرتضیٰ سے سند کے ساتھ دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے نہ سند ضعیف سے نہ سند صحیح سے تو پھر بے سند بات کس طرح قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر قال الاضحى يومان بعد يوم الاضحى (سنن کبریٰ ج۹ص۲۹۷، موطا امام مالک ص۲۹۹، مشکوٰۃ المصابیح ص۱۲۹)

وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری نے اس روایت کو سنداً صحیح و درست تسلیم کیا

ہے۔ (ایام قربانی ص۳۹،۴۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ

وذكر الطحاوی فی احكام القرآن بسند جيد عن ابن عباس قال الاضحى يومان بعد يوم النحر

(الجوہر النقی ج۹ص۲۹۶، عمدۃ القاری ج۲۱ص۱۴۷)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت دوسری کتب میں بھی موجود ہے

(سنن کبریٰ بیہقی ج۹ص۲۹۷ طبع ملتان، احکام القرآن ج۳ص۲۲۳ وہابیہ کی محلی ابنِ حزم ج۷ ص۲۷۷)

حضرت ابنِ عباس سے چار دن کی ایک روایت بیہقی کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترکمانی اس روایت کے راوی طلحہ بن عمرو حضرمی پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طلحہ بن عمرو کو امام ابنِ معین، دارقطنی ابوزرعہ ضعیف کہتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ یہ شخص متروک ہے امام ذہبی نے اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے۔ (الجوہر النقی ج۹ص۲۹۶)

وہابیہ کے امام ابنِ حزم نے طلحہ بن عمرو کو کذّاب قرار دیا ہے (محلی ج۵ص۳۴۸) ابنِ حزم کے نزدیک یہ روایت غلط ہے (محلی ج۷ص۴۴۳) وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے (ایام قربانی ص۲۱) ایک راوی عبیداللہ بن موسیٰ بھی مذکورہ روایت بالا میں ہے جو ضعیف ہے۔ (تہذیب ج۷ص۵۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ

عن انس قال الاضحى يوم النحر ويومان بعده

(سنن کبریٰ ج۹ص۲۹۷، محلی ج۷ص۲۷۷)

وہابیہ کے شیخ الحدیث اثری نے اس اثر کو سنداً صحیح درست مانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ

حدثنی ابو مریم سمعت اباھریرۃ قال الاضحی ثلثۃ ایّام۔

(محلی ج ۷ ص ۲۷۷)

اس اثر کو بھی وہابی اثری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (ایامِ قربانی ص: ۴۰، ۳۹)

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود ؓ

ابنِ وھب نے ابنِ مسعود ؓ سے یہی نقل کیا ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۱۴۷ ج ۲۱)

ائمہ اور فقہاء کا اجماع

اصولِ حدیث میں ہے کہ جو چیز قیاس سے نہ کہی جائے صحابی خبر دیں تو وہ حکماً مرفوع ہے۔

۱- امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ:

قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یروعن احد من الصحابۃ خلافھم فتعین اتباعھم اذ لا یوجد ذلك الاتوقیفا۔

(الجوہر النقی، ج ۹ ص ۲۹۷)

امام طحاوی نے احکام القرآن میں فرمایا کہ کسی بھی صحابی سے ان کے خلاف منقول نہیں ہے لہٰذا ان کی اتباع متعین ہوگئی کیوں کہ ایسی بات صرف توقیفی ہوتی ہے یعنی حضور ﷺ سے سن کر بیان کی گئی ہے۔

۲- حضرت امام محمد ؓ حضرت ابراہیم نخعی اور امام اعظم ابو حنیفہ ؓ سے یہی مذہب نقل کرتے ہیں۔ (کتاب الآثار ص ۱۳۵ طبع ملتان)

حضرت امام ابو یوسف ؓ نے حضرت ابراہیم نخعی سے یہی نقل کیا ہے (کتاب الآثار ص ۶۱ طبع کراچی) تمام احناف کا یہی مسلک ہے (المبسوط ج ۱۲ ص ۹) حضرت امام

امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے۔

(المغنی ج ۱۱ ص ۱۱۴)

امام نووی نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت انس، حضرت ابنِ عمر ؓ کا یہی مسلک نقل کیا ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲) امام نووی کے حوالہ سے وہابی قاضی شوکانی نے یہی نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۳)

امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ

وفی نوادر الفقھاء الابنِ بنت نعیم اجمع الفقھاء ان التضحیۃ فی الیوم الثالث عشر غیر جائزۃ (الجوہر النقی ج ۹ ص ۲۹۷)

ابنِ بنت نعیم کے نوادر الفقہاء میں ہے کہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ تیرھویں ذوالحج کو قربانی جائز نہیں۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے بھی ائمہ ثلاثہ کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (مسک الختام ج ۴ ص ۱۳۵)

اکابرین وہابیہ کی گواہی

وہابیہ کے محدث عبیداللہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ

وروی ھذا عن علی و عمر و ابنِ عباس وابی ھریرہ وانس کما فی المحلی و حکی ابن القیم وا بن قدامۃ عن احمد انہ قال ھو قول غیر واحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکرہ الاثرم عن ابنِ عباس (مرعاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۳۶۴ طبع انڈیا)

اس بات (کہ قربانی صرف تین دن ہے) کو حضرت علی حضرت عمر حضرت ابنِ عباس حضرت ابو ہریرہ حضرت انس ؓ سے روایت کیا گیا جیسا کہ محلی میں ہے (ج ۷ ص ۲۷۷)، ابنِ قیم اور ابنِ قدامہ امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بے شمار صحابہ کرام کا یہی مذہب

محدث اثرم نے ابنِ عباس سے یہی ذکر کیا ہے۔

تقریباً یہی عبارت وہابی قاضی شوکانی نے بھی نقل کی ہے۔ (نیل الاوطار ج۵ ص۱۳۴)

عبدالرحمٰن مبارکپوری

قربانی کے گوشت کے تین دن تک رکھنے والی حدیث کی شرح وہابیہ کے محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

قال القاضی عیاض یحتمل ان یکون ابتداء الثلاث من یوم ذبح الاضحیة وان ذبحت بعد یوم النحر ویحتمل ان تکون من یوم النحر وان تاخر الذبح عنه قال وهذا اظهر و رجح ابن القیم الاول وهذا الخلاف لا یتعلق به فائدة الا باعتبار الاحتجاج بذلك علی ان یوم الرابع لیس من ایّام الاضحیة کذافی النیل۔ (تحفة الاحوذی ج۲ ص ۳۶۰ طبع ملتان)

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تین دن کی ابتداء کے بارے میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ یہ قربانی کے دن سے شروع ہو اگرچہ قربانی دس ذوالحج کے بعد کرے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ دس ذوالحج سے ابتداء ہو اگرچہ قربانی اس دن سے تأخیر کرے اور یہ زیادہ ظاہر ہے ابنِ قیم نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے مگر اس اختلاف کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی جائے کہ چوتھا دن قربانی کے دنوں سے نہیں ہے جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے۔

یاد رہے کہ یہ نیل الاوطار وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی کی کتاب ہے مبارکپوری صاحب نے جو نیل الاوطار کی طرف اشارہ کیا ہے وہ عبارت نیل الاوطار ج۵ ص۱۳۴ پر موجود ہے۔

وہابیہ کے شیخ الحدیث ابوالبرکات

سوال ہوا۔ سوال و جواب دونوں ہی ہدیہ قارئین ہیں پھر مختصر تبصرہ فقیر کرے گا۔

سوال۔ ایک آدمی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جان بوجھ کر قربانی چوتھے دن کرتا ہے

من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد

تو کیا وہ اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا یا نہیں وضاحت فرمائیں۔

جواب: اس آدمی کا عمل نبی (ﷺ) کے عمل کے خلاف ہے اس کو تھوڑا اجر ملے گا' کیوں کہ اصل قربانی عید کے دن ہوتی ہے نبی ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی دی ہے...... اگر تیسرے دن بھی (قربانی مراد وسائل) مہیا نہیں ہو سکی تو پھر عید کے چوتھے دن بعد صرف جائز ہے سنت نہیں ہے لہٰذا مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات ہی غلط ہے کیوں کہ نبی ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہٰذا یہ آپ کی سنت نہیں اور مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ۲۵۰ ص ۲۷۹ طبع گوجرانوالہ)

قارئین کرام غور کیجئے کہ آج وہابیہ کا یہ شور غل بلکہ کئی مقامات پر ضد کے جذبہ کے تحت چوتھے دن قربانی پر عمل سنتِ رسول ﷺ کے خلاف سازش نہیں تو کیا ہے؟ دوسری بات جو فتویٰ مذکور میں قابل غور ہے کہ چوتھے دن کی قربانی خلافِ سنت بھی ہے مگر اجر بھی ملے گا۔ انصاف سے کہئے کہ وہابیہ کا حضور سیّدِ عالم ﷺ کی سنت و حدیث سے پیار ہے یا بغاوت؟ احبابِ اہلِ سنت کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسی بھی صحابی سے چوتھے دن کی قربانی کی روایت ثابت نہیں ہے اور وہابیہ قیامت کی صبح تک کسی صحابی سے سندِ صحیح سے یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے تو پھر بے سند اقوال سے یہ مسئلہ ثابت کرنا تو ان کی جہالت وحماقت ہے۔

وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات

دلیلِ اوّل:

عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... کل ایّام التشریق ذبح

(مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۲۴ طبع گوجرانوالہ ج ۴ ص ۸۲ طبع بیروت، صحیح ابنِ حبان ج ۷ ص ۶۲ طبع سانگلہ ہل، موارد الظمان الی زوائد ابنِ حبان ص ۲۴۹، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۸۴، طبع مدینہ منورہ، سننِ کبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵ بعض کتب میں سعید بن عبدالعزیز کی جگہ سوید بن عبدالعزیز ہے۔ مواردالظمان ص ۲۴۹ سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۸۴ اس حدیث کو امام بزار نے بھی نقل کیا بحوالہ نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۳)

اس روایت کی ایک سند بحوالہ امام بزار یہ ہے سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر عن جبیر بن مطعم (نصب الرایہ ص ۲۱۳ ج ۴)

الجواب: پہلی سند کو امام بزار نے منقطع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ عبد الرحمٰن بن حسین کی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۳، الدرایہ ج ۲ ص ۲۱۵، تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۲۵۵، البنایہ شرح ہدایہ ج ۴ ص ۱۷۷)

امام بزار کے اسی قول کو وہابیہ کے محدث شمس الحق عظیم آبادی نے بھی نقل کیا ہے۔ (التعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴)

امام احمد بن حنبل نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۲۳۴)

مسند امام احمد کا جو حوالہ اوپر مذکور ہوا اس میں تو سند یوں مذکور ہے۔

حدثنی سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم (مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۲۴)

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ سلیمان نے حضرت جبیر کا دور نہیں پایا اس لیے یہ حدیث منقطع ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶)

امام ابنِ حجر نے بھی اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے (فتح الباری ج ۱۰ ص ۸)

مزید یہ کہ ابنِ حجر عسقلانی نے دار قطنی میں مذکور دونوں اسناد کو ضعیف کہا

(الدرایہ ج ۲ ص ۲۱۵)

اس حدیث کو وہابی اکابر نے بھی منقطع تسلیم کیا ہے۔ چند ایک حوالہ جات حاضرِ خدمت ہیں:

۱- وہابیہ کے امام ابنِ قیم کی سینے فرماتے ہیں کہ

ان حدیث جبیر بن مطعم منقطع لا یثبت وصلہ

(زاد المعاد ص ۴۴۶ نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۳)

کہ یہ حدیث منقطع ہے اس کا متصل ہونا ثابت نہیں۔ ابنِ قیم کا یہ قول وہابی الیاس اثری نے ایّامِ قربانی: ۱۳۰ پر نقل کیا ہے۔

۲- وہابیہ کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع، مرفوع، ثقات ضعاف سب سے مروی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹ طبع لاہور)

مزید لکھتے ہیں کہ بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح پر صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں ہے بلکہ مؤید ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۱)

۳- وہابیہ کے خواجہ محمد قاسم نے بھی سلفی صاحب کی عبارت اوّل کو نقل کیا ہے

(ایامِ قربانی ص ۱۵)

۴- وہابیہ کے مقتدر رہنما عبید اللہ عفیف رقمطراز ہیں کہ حدیثِ جبیر بن مطعم کے تمام طریق کو علامہ زیلعی اور امام ابنِ قیم نے منقطع قرار دیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۸۷ء)

۵- وہابیہ کے جید عالم محمد بشیر بھوپالی بھی لکھتے ہیں کہ حدیثِ جبیر بن مطعم جس

ہے کہ یہ زیادت غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے کیوں کہ کوئی طریق راجح انقطاع سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریجِ ہدایہ میں لکھا ہے واخرجه الدار قطنی من وجهین اخرین موصولین فیهما ضعف پس دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ طریق کوئی جدید نہیں ہیں بلکہ طریق موجبہ اضطراب ہیں جو سب ضعف میں داخل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے یہی روایت ہے یہ دونوں روایتیں حدیثِ جبیر بن مطعم کی حدیث کی تقویت کے لیے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیثِ ابو ہریرہ و ابو سعید موضوع ہیں یا شدید الضعف اس لیے تقویت نہیں کر سکتی ہیں اور منقطع و مضطرب جمہور بلکہ کُل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۸)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سناد میں اختلاف ہے (مسک الختام ج ۴ ص ۱۳۵)

وہابیہ کے شیخ المقری محمد ادریس عاصم نے حدیثِ مذکور بحوالہ احمد کو امام دار قطنی کے حوالہ سے منقطع تسلیم کیا ہے۔ (اہم مسائل قربانی ص ۵۴)

جواب نمبر ۲: اب ہم اس روایت کی سند پر اختصار کے ساتھ جرح کر رہے ہیں۔

۱- اس کی سند کا پہلا راوی ہے سوید بن عبد العزیز اس روایت کی دوسری سند بحوالہ بزار و دار قطنی میں نافع بن جبیر کا نام سوید بن عبد العزیز کی کارستانی ہے امام بزار فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ سوید بن عبد العزیز کے سوا کسی

قابلِ احتجاج نہیں جبکہ یہ منفرد ہو۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۳)

امام بزار کا یہ فرمان وہابی محدث شمس الحق عظیم آبادی نے بھی نقل کیا ہے (التعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴)

سوید بن عبد العزیز کے متعلق محدثین کی آراء ملاحظہ ہوں۔

امام یحییٰ بن معین نے کہا لیس بشیء ثقہ نہیں ضعیف ہے، امام نسائی نے کہا کہ قوی نہیں، امام ترمذی نے کہا کہ حدیث میں غلطیاں کرتا ہے، امام احمد بن حنبل کے نزدیک متروک الحدیث ہے، امام بخاری نے کہا کہ اس کی حدیث محلِ نظر ہے ابنِ سعد نے کہا کہ اس کی احادیث منکر ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ لین الحدیث حدیث میں نرم، امام یعقوب بن سفیان نے کہا کہ حدیث میں ضعیف ہے، امام حاکم نے کہا کہ کمزور ہے، ابنِ حبان کے ہاں بھی ضعیف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۷۶، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۲) امام ذہبی نے کہا کہ سخت ضعیف ہے (میزان ج ۲ ص ۲۵۲) ابنِ حجر نے ضعیف کہا (الدرایہ ج ۲ ص ۱۴۵) لین الحدیث ہے (تقریب التہذیب ص ۱۴۰) وہابیہ کے ارشاد الحق اثری نے مذکورہ بالا اقوال جرح نقل کیے (التعقیب ص ۴۸۶) امام ہاشمی نے بھی متروک قرار دیا ہے (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۱) امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶)

۲- اس حدیث کا دوسرا راوی سعید بن عبد العزیز ہے۔ یہ اس کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اور پھر یہ سلیمان سے قدیم السماع بھی نہیں ہے (تہذیب ج ۴ ص ۶۰) وہابیہ کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی نے اس کے متعلق یہی لکھا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ج ۱ ص ۴۵۸، ج ۹ ص ۲۹۶)

۳- تیسرا مرکزی راوی سلیمان بن موسیٰ ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ اس کی روایات منکر روایات ہیں (تہذیب ج ۴ ص ۲۲۷)، (کتاب الضعفاء الصغیر مع تاریخ صغیر ص ۲۵۲)

[illegible]

ابوداؤد کے نزدیک بھی اس کی روایات منکر ہیں (ابوداؤد ج۲ ص ۳۶۶) امام نسائی نے بھی کہا لیس بالقوی (تہذیب ص۴ ص ۲۲۷، کتاب الضعفاء ج۱ ص ۴۹۲)

ابنِ جریج نے سلیمان سے ایک عن الزھری سے حدیث سنی تو ابنِ جریج نے زہری سے پوچھا تو امام زہری نے اس سے عدم واقفیت کی خبر دی۔

(مسند امام احمد ج۶ ص ۴۷، نصب الرایہ ج۲ ص ۱۸۵، تاریخ صغیر للبخاری ص ۱۳۸)

امام بیہقی نے بھی اسے مضطرب فی الحدیث قرار دیا ہے (سنن کبریٰ ج۹ ص ۲۹۸) امام ابنِ ترکمانی نے بھی اسے مجروح اور ضعیف قرار دیا ہے (الجوہر النقی ج۹ ص ۲۹۶) امام بخاری نے کہا اس کی روایات منکر ہیں نسائی نے ضعیف کہا ابو حاتم نے کہا اضطراب ہے۔ (تہذیب تاریخ دمشق ص ۲۸۶ ج ۶)

جوب نمبر۳: ایامِ تشریق کے متعلق چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت مروی ہے مگر کسی کے اندر ذبح کا لفظ نہیں بلکہ شرب طعم کھانے پینے وغیرہ کے الفاظ ہیں اختصار سے صحابہ کرام کے اسماء مع حوالہ حاضر ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ (موارد الظمان ص ۲۳۸، مسند امام احمد ج۲ ص ۲۲۹، ابنِ جریر ج۲ ص ۲۰۴)

۲-۳ حضرت بلال، حضرت حمزہ بن عمرو (مسند امام احمد ج۳ ص ۴۹۳)

۴- حضرت عائشہ صدیقہ (تفسیر درمنشور ج۱ ص ۲۳۵)

۵- حضرت عبداللہ بن حذافہ (سنن دار قطنی ج۲ ص ۲۱۳، مسند امام احمد ج۲ ص ۵۱۳)

۶- حضرت کعب بن مالک (صحیح مسلم ج۱ ص ۳۶۰)

۷- حضرت عقبہ بن عامر (مسند امام احمد ج۴ ص ۱۵۲)

۸- حضرت عبداللہ بن عمرو (تلخیص الحبیر ج۲ ص ۱۹۷)

۹- حضرت عبداللہ بن عمر (مسند امام احمد ج۲ ص ۵۲)

۱۰- حضرت نبیشہ (مسلم ج۱ ص ۳۶۰)

۱۲- حضرت بشر بن سحیم (مسند امام احمد ج۳ ص ۴۱۵ داری ج۱ ص ۳۵۶ مسند ابوداؤد ج۲ ص ۵۳۵)

۱۳- حضرت علی (مستدرک ج۱ ص ۴۲۴)

۱۴- حضرت عمر بن خلدہ اپنی والدہ سے (درمنشور ج۱ ص ۲۲۵)

جواب نمبر۴: دار قطنی وغیرہ کی سند میں عمرو بن دینار کا نام بھی ہے حالانکہ اس کی حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی نہ ان کے شاگردوں میں ان کا نام ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس سند میں ایک راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب ہے جو محدثین کے نزدیک جھوٹا اور حدیثیں گھڑنے والا ہے (میزان الاعتدال ج۱ ص ۱۲۶، کامل ابنِ عدی ج۱ ص ۱۹۴ تقریب ص ۱۵) البانی وہابی نے بھی اسے کذاب کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ج۱ ص ۲۹۳)

اسی سند کا ایک راوی ابو سعید ہے جس کے متعلق شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا ہے کہ ''لین''، یعنی وہ کمزور تھا (التعلیق المغنی ج۴ ص ۲۸۴)

دلیل نمبر۲: شوکانی وابنِ قیم نے عن اسامہ بن زید عن جابر سے یہ روایت نقل کی ہے:

ایام منی کل منحر

جواب: یہ الفاظ حدیث کی کتب میں موجود نہیں یہ وہابیوں کی صرف خوش فہمی ہے۔ اسامہ بن زید جو اس کا راوی ہے کے متعلق یحییٰ اللقطان نے جب سنا کہ یہ عن عطا عن جابر سے روایت کرتا ہے تو کہا کہ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس سے حدیث ترک کر دی ہے۔ دار قطنی نے کہا کہ امام بخاری نے بھی اس وجہ سے اس سے حدیث ترک کی (تہذیب ج۱ ص ۳۰۹، کامل ابن عدی ج۱ ص ۳۸۵) امام ابو حاتم اور امام نسائی کے نزدیک اسامہ ضعیف ہے (تہذیب ج۱ ص ۳۰۹) دوسری بات یہ کہ اسامہ کے تمام شاگردوں نے سندِ حدیث میں کسی سے مذکور الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ من کل صخر کے الفاظ نقل کیے نہ کہ ایام کے

اور پھر یہ کہ امام ابنِ حجر عسقلانی نے مذکورہ الفاظ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے ، (تلخیص الحبیر ج۲ ص ۱۴۶) اِسی طرح ایک روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کی جاتی ہے۔ اس میں ایک ایک راوی ہے معاویہ بن یحییٰ جس کے متعلق ابنِ عدی نے کہا ابنِ معین نے کہا کہ لیس بشیء وہ کوئی چیز نہیں' ابنِ عدی نے کہا یہ ضعیف ہے (کامل ابنِ عدی ج۲ ص ۳۹۰) امام نسائی اور امام ابو حاتم کے نزدیک بھی یہ ضعیف ہے اور اس سند سے یہ روایت موضوع من گھڑت ہے (البنایہ ج۴ ص ۱۷۷) معاویہ بن یحییٰ صدفی پر مزید جرح کے لیے دیکھیے (میزان الاعتدال ج۴ ص ۱۳۸)' تقریب التہذیب ص ۳۴۲) جوزجانی نے کہا کہ یہ ذاہب الحدیث ہے' ابو زرعہ نے کہا کہ قوی نہیں اس کی احادیث منکر ہیں' امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف ہے' امام ابو داؤد اور امام نسائی غیر ثقہ کہتے ہیں' امام نسائی ایک مقام پر ضعیف کہتے ہیں اور دوسری جگہ لیس بشیء کچھ شے نہیں کہتے ہیں' ابنِ حبان نے کہا کہ اپنے وہم سے حدیث بیان کرتا ہے' ساجی نے کہا کہ اس کی احادیث بہت ضعیف ہیں' امام بخاری نے ضعفاء میں شمار کیا ہے' امام زہری نے کہا کہ اس کی احادیث منکر اور موضوعات کے مشابہ ہیں (تہذیب التہذیب ج۱۰ ص ۲۱۹) وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے معاویہ بن صالح کو ضعیف لکھا ہے (مسک الختام ج۴ ص ۱۳۶)

مسئلہ ھذا میں امام الوھابیہ وحید الزماں سے تائید:

امام الوھابیہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ:

امام مالک اور امام سفیان ثوری اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور اکثر اہلِ حدیث کا یہ قول ہے کہ قربانی بارھویں تاریخ تک کرنا درست ہے۔ (تیسیر الباری ج۵ ص ۲۷۳) وہابی عالم زاہدی نے بھی جبیر بن مطعم کی روایت کے بنیادی راوی سلیمان بن موسیٰ کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس پر جرح نقل کی ہے (تحقیق الغایہ ص ۱۸۶) علامہ [illegible]

تکبیراتِ عیدین:

اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنی چاہئیں مگر وہابیہ کے نزدیک بارہ تکبیریں ہیں۔ پہلے ہم اہلِ سنت کے دلائل پھر وہابیہ کے دلائل کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

۱- عن مکحول اخبرنی ابو عائشه جلیس لابی هریرة ان سعید بن عاص سال اباموسیٰ الاشعری وحذیفة ابنِ الیمان کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبر اربعة تکبیره علی الجنائز فقال حذیفة صدق فقال ابو موسیٰ کذلك کنت اکبر فی البصرة حیث کنت علهیم قال ابو عائشه و انا حاضر سعید بن عاص.

(سنن ابوداؤد ج۱ ص ۱۶۳، شرح معانی الآثار ج۲ ص ۴۳۹، مسند امام احمد ج۴ ص ۴۱۶)

حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید حضرت ابو عائشہ نے خبر دی کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان سے پوچھا کہ حضور سید عالم ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں تکبیرات کیسے کہتے تھے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ چار چار تکبیریں (رکوع کی تکبیر کے سمیت) کہتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نماز جنازہ کی تکبیریں کہتے تھے' حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ جب میں بصرہ کا حاکم تھا تو اس طرح تکبیریں کہتا تھا۔ حضرت ابو عائشہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص کے ساتھ حاضر تھا۔

اس حدیث کو وہابیہ کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیتے لکھا ہے کہ حسن صحیح (صحیح ابی داؤد ج۱ ص ۲۱۳، طبع بیروت)

[illegible]

آبادی رقمطراز ہیں کہ:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکبر ای کل رکعة (اربعا) ای متوالیة والمعنی مع تکبیرة الاحرام فی الرکعة الاولی ومع تکبیرة الرکوع فی الثانیة (عون المعبود ج ا ص ۴۴۷ طبع ملتان)

۲- عن علقمه والاسود بن یزید قال کان ابنِ مسعود جالسًا وعنده حذیفة وابو موسٰی الاشعری فسالهما سعید بن العاص عن التکبیر فی الصلٰوة یوم الفطر والاضحیٰ فجعل هذا یقول سل هذا و هذا یقول سل هذا فقال له سل هذا بعبد الله ابنِ مسعود فساله فقال ابنِ مسعود یکبر اربعا ثم یقرا ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فی الثانیة فیقرأ ثم یکبر اربعا بعد القراة

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۴، المعجم الکبیر طبرانی ج ۹ ص ۳۰۳، طحاوی ج ۲ ص ۴۴۰)

حضرت علقمہ اور حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف فرماتھے اور آپ کے پاس حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما بھی رونق افروز تھے حضرت سعید بن عاص نے ان دونوں سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کی تکبیر کے بارے سوال کیا انہوں نے کہا کہ ان سے پوچھو وہ کہنے لگے ان سے سوال کرو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کرو پس انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، کہ (تکبیرِ تحریمہ کے سمیت) چار تکبیریں کہے پھر قرأت کرے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور قرأت کرے پھر قرأت کے بعد (تکبیر رکوع سمیت) چار تکبیریں کہے۔

اختصار مانع ہے ورگرنہ ہمارے پاس نمازِ عیدین میں چھے زائد تکبیروں کے

ثبوت میں چار مرفوع احادیثِ مبارکہ کی بارہ روایات اور بارہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موقوف احادیث کی ۵۴ روایات اور بارہ سے زائد اکابر تابعین کی سولہ روایات موجود ہیں۔

وحید الزماں حیدر آبادی کی گواہی:

امام الوھابیہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ:

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بسندِ صحیح ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہے مع تکبیر تحریمہ اور رکوع کے اور دوسری رکعت میں چار مع تکبیر رکوع کے اور ظاہر ہے کہ یہ امر قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا تو ابنِ مسعود نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ (سنن ابوداؤد مترجم ج ا ص ۴۰۷ طبع لاہور)

مولوی منیر قمر

وہابیہ کے مولوی منیر قمر لکھتے ہیں کہ:

صحابہ کرام میں سے حضرت ابن مسعود، ابن موسیٰ اشعری اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے امام سفیان ثوری اور آئمہ میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں۔

(عیدین وقربانی ص: ۷۴،۷۳)

وہابیہ کے دلائل کے جوابات

دلیلِ اوّل:

وہابیہ ترمذی شریف سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ کثیر بن عبداللہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز عید میں بارہ تکبیریں

الجواب:

اس روایت کا مرکزی راوی کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں' امام احمد کے نزدیک اس کی حدیث قابلِ اعتبار نہیں' امام شافعی اور امام ابو داؤد اسے جھوٹ کے ارکان میں سے بتاتے ہیں' امام دار قطنی نے کہا کہ متروک الحدیث ہے' امام ابو حاتم نے کہا کوئی شے نہیں' امام نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں' امام ابنِ حبان نے کہا کہ اس کی عن ابیہ عن جدہ کی روایات موضوع ہیں' امام احمد اسے منکر الحدیث قرار دیتے ہیں' عبد اللہ بن احمد نے کہا کہ اس کی روایت ہم نہیں لیتے' امام ابو زرعہ نے کہا کہ قوی نہیں (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۰۶' تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۲۳) امام شافعی، ابو داؤد اور ابنِ حبان کے مذکور اقوال کو وہابیہ کے وحید الزماں نے بھی نقل کیا ہے (ابنِ ماجہ مترجم ج ۱ ص ۶۳۶)

دلیلِ دوم:

ابو داؤد سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ عمرو بن شعیب کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عید الفطر میں بارہ تکبیریں ہیں۔ (ملخصاً)

الجواب:

اس روایت کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الطائفی ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں اس کی روایت محلِ نظر ہے (ضعفاء للبخاری ص ۱۹) امام زیلعی فرماتے ہیں کہ ابنِ قطان نے اسے ضعیف قرار دیا (نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۱۷) ذہبی نے لکھا ہے کہ مرہ نے اسے ضعیف کہا' امام نسائی نے اسے کہا کہ یہ غیر ثقہ ہے' امام ابو حاتم نے بھی یہی کہا ہے' ابنِ عدی نے بھی اس کی روایت عمرو بن شعیب کی وجہ سے اسے رد کیا (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۵۲)

دلیلِ سوم:

ابو داؤد سے وہابی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہتے تھے۔

الجواب:

اس حدیث کے متعلق وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں ابنِ لہیعہ ہے۔ کہا حاکم نے منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے ابنِ لہیعہ اور وہ ضعیف ہے (ابو داؤد مترجم ج ۱ ص ۴۳۱)

وہابیہ کے مستند عالم محی الدین عبد الحمید لکھتے ہیں کہ ابنِ لہیعہ میں کلام ہے (حاشیہ ابو داؤد مصری ج ۱ ص ۲۷۵) وہابیہ کے امام امیر یمانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے (سبل السلام ج ۱ ص ۲۰' ج ۱ ص ۱۳۲، ج ۱ ص ۴۳) وہابیہ کے قاضی شوکانی نے بھی اسے ضعیف اور ذاہب الحدیث کہا ہے (فوائد المجموعہ ص ۲۱۳' ۲۱۶) وہابیہ کے محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری نے اسے ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا ہے (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۱ ج ۱ ص ۴۲ ج ۱ ص ۱۵)

وہابیہ کے عبد الرشید انصاری نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے (الرسائل ص ۴۷۱، ص ۴۷۲)

امام ترمذی نے اسے محدثین کرام کے حوالہ سے ضعیف قرار دیا ہے (جامع ترمذی ج ۱ ص ۸) وہابی وحید الزماں لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں ابنِ لہیعہ ضعیف ہے اور دار قطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے' ترمذی نے عللِ کبریٰ میں کہا میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے اس کو ضعیف کہا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کسی نے روایت کیا ہو سوا ابنِ لہیعہ کے اور دار قطنی نے عمار اور ابنِ عمر سے بھی ایسا ہی نکالا لیکن دونوں کے اسناد ضعیف ہیں (ابنِ ماجہ مترجم ص ۶۳۶ طبع لاہور)

وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ نے بھی ابنِ لہیعہ کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دلیلِ چہارم:

ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضرت سعد نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نمازِ عید میں بارہ تکبیریں نقل کی ہیں۔

الجواب:

اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار سعد القرظ راوی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۶۶) اور اس سند کا دوسرا راوی سعد بن عمار مجہول ہے۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۴)

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے جیسے عراقی نے کہا (ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۶۳۴ طبع لاہور)

انگریز کے منحوس قدم سے پہلے ہندوستان کے تمام مسلمان چھ زائد تکبیروں سے نمازِ عید ادا کرتے تھے بلکہ وہابی بھی مگر وہابیہ کے مولوی عبد الوہاب دہلوی نے سب سے پہلے یہ بدعت ایجاد کر کے اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔

(مکمل نماز ص ۱۹ مقدمہ تفسیر ستاری)

تکبیراتِ عید کے متعلق راقم الحروف نے ایک تحقیقی و تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے جو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آ جائے گا۔ وللہ الحمد۔

خصّی جانور کی قربانی

عن جابر بن عبد اللہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین،

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن

دو سرمئی رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے یہی نقل کیا ہے۔ (لغات الحدیث ج ۲ ص ۱۵ کتاب "ض")

وہابیہ کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ خصّی کی قربانی جائز ہے کیوں کہ رسول ﷺ نے خصّی کی قربانی کی ہے عن عائشہ قالت ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین سمینین عظیمین املحین اقرنین موجوئین ...... اور بہت سی حدیثیں اس مضمون کی آئیں ہیں (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۹، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۷) وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے متعدد احادیث سے یہی ثابت کیا ہے (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۲۷)

وہابیہ کے مولوی منیر قمر نے بھی یہی لکھا ہے۔ (عیدین و قربانی، ص: ۱۹۳)

قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ

قربانی کے جانور کی عمر کے بارے حدیث پاک میں مسنة کا لفظ آیا ہے وہابیہ بعض اہلِ لغت کے حوالے پیش کر کے فقہاء کے بارے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ وہابی اس کا معنی دوندا کرتے ہیں حالانکہ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے غور کیجئے کہ اگر کوئی ان کے اصول کے مطابق صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہی مراد لے اور حج کا لغوی معنی ارادہ اور زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکی ہی مراد لے اور شرعی معنی سے منہ موڑ لے تو پھر کیا وہابی اس کی بھی تائید کریں گے۔

ہم یہاں پر خوفِ طوالت کی وجہ سے صرف وہابیہ کے اکابر سے اپنا مؤقف ثابت کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ:

مسنة ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں۔ اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنابلہ کے

نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے مؤطا امام مالک (مترجم ص ۳۶۷ طبع لاہور) یہی وحید الزماں لکھتے ہیں کہ:

مسنۃ وہ اونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے میں شروع ہوا ہو اور گائے بیل بھینس میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے میں شروع ہو اور بکری اور دنبہ اور بھیڑ میں وہ ہے جو ایک برس کا پورا ہو کر دوسرے میں شروع ہو۔

(ابوداؤد مترجم ج ۲:۹۰۴ طبع لاہور)

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے قربانی کے جانور کے بارے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ بکری ہے جو ایک برس کی ہو کر دوسرے میں لگی ہو اور گائے جو دو برس کی ہو کر تیسرے میں لگی ہو اور اونٹنی جو پانچ برس کی ہو کر چھٹے میں لگی ہو یہی حکم ہے نر کو۔ (لغات الحدیث ج ۱ ص ۵۳ کتاب "ث")

دوسری جگہ وحید الزماں نے اسنان ھم کے معنی نوعمر کیا ہے (لغات الحدیث ج ۱ ص ۳۲)

مولوی وحید الزماں نے اپنی دوسری کتب میں بھی قربانی کے جانور کی عمر کو شرط قرار دیا ہے نہ کہ ان کے دوندا ہونے کو دیکھئے (کنز الحقائق ص ۱۹۴، نزل الابرار ج ۳ ص ۹۵) مزید لکھا ہے کہ مسنۃ وہ جانور جس کا سن قربانی کے لائق ہو گیا وہ اونٹ میں پانچ برس ہیں جو چھٹے میں لگا ہو اور گائے بیل میں دو برس جو تیسرے میں لگا ہو اور بھیڑ بکری میں ایک برس جو دوسرے میں لگا ہو (سنن نسائی مترجم وحید الزماں ج ۳ ص ۲۵۳)

مزید لکھا ہے کہ مسنۃ جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو (صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۱۶)

نذیر حسین دہلوی:

وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی قربانی کے جانور کے بارے لکھتے ہیں کہ:

اور سن بکری کا ایک سال یعنی ایک سال پورا اور دوسرا شروع اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع اور اونٹ کا پانچ سال اور

چھٹا شروع ہونا چاہئے اور بھیڑ ایک سال سے کم کی بھی جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹی اور تازی ہو کہ سال بھر کی معلوم ہوتی ہو...... مسنۃ ہر جانور میں سے ثنی کو کہتے ہیں اور ثنی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کا ہوا اور دوسرا شروع اور گائے بھینس میں جو دو سال کی ہو اور تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو اور چھٹا شروع ہو

قوله الامسنة قال العلماء هي الثنية من كل شي من الابل من البقر و الغنم انتهى ما في نيل الاوطار والثني من الشاة مادخل في السنة الثانية كذافي مفردات القرآن الامام راغب القاسم الحسين وهو المقدم على الغزالي والبيضاوي

(مسنۃ کا مطلب علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ اونٹ بکری اور گائے میں جو ثنی ہو شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا ہے ثنی اسے کہتے ہیں جو سال پورا کر کے دوسرے سال میں داخل ہو جائے مفردات القرآن امام راغب میں بھی اسی طرح تحریر ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۵)

مذکور فتویٰ پر نذیر حسین دہلوی اور وہابیہ کے محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری کے بھی دستخط ہیں۔ اسی صفحہ کے حاشیہ میں ہے کہ بھیڑ اور بکری کا مسنۃ وہ ہے جو ایک سال کا ہو اور گائے سے وہ ہے جو دو سال کا ہو اور اونٹ سے جو پانچ سال کا ہو اور بھینس گائے کے حکم میں ہے (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷)

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری قربانی کے جانور کی عمر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بکری ایک برس سے زیادہ کی ہو تو جائز ہے دونوں دانت نکلے ہوں تو بہتر ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۸ طبع لاہور)

نواب صدیق حسن بھوپالی، محی الدین ابوالبرکات

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے (مسک الختام ج۴ص ۱۳۶)

اور وہابیہ کے مولوی محی الدین نے (محمدی زیور المعروف فقہ محمدیہ ج۲ص ۷۹)

پر قربانی کے جانور کی عمر کا ہی لکھا ہے اور دوندا ہونے کو شرط نہیں بتایا۔ وہابیہ کے شیخ الحدیث ابوالبرکات نے لکھا ہے کہ:

چھترا، دنبہ اون والے جانور ہوں تو ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

(فتاوٰی برکاتیہ، ص ۲۵۳)

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور:

بھیڑ یا دنبہ قربانی کے وقت ایک سال کا ہونا چاہئے۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء ص ۱۱)

ایک سال سے کم عمر کا جانور دنبہ کے سوا کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور ۲۱- اپریل ۲۰۰۰ء)

قربانی کے اونٹ اور گائے میں صرف سات حصے دار ہو سکتے ہیں:

اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک قربانی کے اونٹ اور گائے میں صرف سات حصے دار ہو سکتے ہیں مگر وہابیہ کے نزدیک اونٹ میں دس حصے دار ہو سکتے ہیں۔ ہمارے مؤقف کی دلیل ملاحظہ ہو

عن جابر بن عبد الله قال نحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الحديبية البدنة عن سبعة والبقر عن سبعة

(صحیح مسلم ج۱ص ۴۲۴، جامع ترمذی ج۱ص ۱۸۰، سنن ابو داؤد ج۲ص ۳۲، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۷، صحیح ابن حبان ج۷ص ۱۲۷، بلوغ المرام ص ۱۰۲ مؤطا امام مالک ص ۲۹۸، سنن دار قطنی ج۲ص ۲۴۴، صحیح ابن خزیمہ ج۴ص ۲۸۸، سنن دارمی ج۲ص ۱۰۷)

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔ (ابو داؤد مترجم وحید الزماں ج۲ص ۴۱۳) وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے بھی قربانی کے اونٹ میں سات حصے ہی لکھا ہے۔

(کنز الحقائق ص ۱۹۳ نزل الابرار ج۳ص ۹۵)

حدیث بالا نقل کرنے کے بعد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ اور شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے (سنن ابو داؤد مترجم ج۲ص ۴۱۳)

بھینس کی قربانی جائز ہے

اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک بھینس گائے کی قسم سے ہے اس لیے اس کی قربانی جائز ہے مگر وہابیہ آج کل اس پر بھی شور برپا کرتے ہیں۔ اتمامِ حجت کے لیے ہم وہابیہ کے اکابر کے حوالہ جات نقل کر رہے ہیں۔

نذیر حسین دہلوی:

بھینس گائے کے حکم میں ہے (یعنی قربانی جائز ہے)

(فتاوٰی نذیریہ ج۳ص ۲۵۸ حاشیہ)

ثناء اللہ امرتسری:

سے سوال ہوا بھینس کے حلال ہونے اور قربانی کے جائز ہونے پر اس پر جواب یہ لکھا کہ جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔

قل لا اجد في ما اوحي محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة اودما مسفوحًا

ان چیزوں کے سوا جس کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے بھینس ان

ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج۱ص ۸۰۹)

مزید فتاویٰ مذکور میں ہے کہ اگر اس کو جنس بقر میں مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا
یاس ہے کمافی الہدایہ یا عموم بھیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکمِ جوازِ قربانی کے
لیے یہ علت کافی ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج۱ص ۸۱۰) وہابیہ کے مفتی ابوالبرکات نے بھی یہی لکھا
ہے اور اس پر وہابیہ کے محدث حافظ محمد گوندلوی کے بھی دستخط ہیں (فتاویٰ برکاتیہ ص ۳۴۲)
ہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے بھی یہی لکھا ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج۳ص ۲ فتاویٰ علمائے حدیث ج۱۳ص ۴۶)

وہابی مولوی نعیم الحسن ملتانی نے اس مسئلہ پر ایک تفصیلی کتاب بھینس کی قربانی
ں کے جواز پر لکھی ہے۔

آج کل بعض وہابیہ کو یہ بھی کہتے سنا گیا ہے کہ عقیقہ میں گائے نہیں ہو سکتی
الانکہ ان کے علماء کے فتوے کے مطابق گائے میں عقیقہ ہو سکتا ہے قربانی کی
رح سات حصے ہیں۔ (نیل الاوطار ج۵ص ۱۴۶، فتاویٰ علمائے حدیث ج۱۳ص ۱۹۵)

گھوڑے کا گوشت کھانا منع ہے اور اس کی قربانی جائز نہیں

اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے اور
س کی قربانی جائز نہیں ہے مگر وہابیہ کے نزدیک گھوڑا حلال ہے۔ (فتاویٰ اہلِ حدیث ج۲
ں ۵۵۷، فتاویٰ ستاریہ ج۱ص ۱۴۷) اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج۱ص ۱۴۷)
م گھوڑے کے گوشت کے منع ہونے پر احادیث درج کر رہے ہیں۔

- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑے اور
گدھے اور خچر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن نسائی ج۲ص ۱۷۶، سنن ابوداؤد ج۲ص ۱۷۵، طحاوی ج۲ص ۲۹۵، سنن دارقطنی ج۴ص ۲۸۷)

۱- حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے

مرغ اور انڈے کی قربانی جائز نہیں:

وہابیہ کے نزدیک مرغ اور انڈے کی قربانی جائز ہے

(فتاویٰ ستاریہ ج۲ص ۱۷۲، مقاصد الامامت ص ۵ ج۳ص ۱۴۰)

حالانکہ پورے ذخیرہ حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے خود وہابیہ
کے اکابر نے اس کی تفصیلی تردید کی ہے تفصیل وہابیہ کی مستند کتاب (فتاویٰ علمائے
حدیث ج۱۳ص ۴۷) پر درج ہے۔

مسائل قربانی میں وہابیہ کی نئی بدعتیں:

۱- وہابیہ کے امام عبدالوہاب دہلوی کے نزدیک چار آٹھ آنے کا گوشت بازار
سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے (مقاصد الامامت ص ۵) نیز قربانی
اور نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف یعنی کسی کارِ خیر میں مثل مسجد وغیرہ
کے اپنے ملک ہندوستان میں صرف کر دینا جائز ہے (مقاصد الامامت ص ۵) نیز قربانی
کا روپیہ بیت اللہ میں ایک مالدار شخص کے حوالے کر دے اور اس میں یہ خیال
کرے کہ دینے والے کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا اور پھر اس روپیہ کو ہندوستان لا کر
مسجدیں وغیرہ بنانا جائز ہے۔ (مقاصد الامامت ص ۳)

قربانی کے حصہ داروں میں مرزائی شریک ہو تو بھی قربانی جائز ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج۱۳ص ۸۹)

قارئین کرام ہم نے احناف اہلِ سنت کے دلائل اور وہابیہ کے دلائل کے
جوابات لکھ دیئے ہیں آج کل وہابیہ ان مسائل پر بڑا شور کرتے ہیں اور اہلِ سنت
پر بدعتی ہونے کے فتوے لگاتے ہیں۔ عوام اہلِ سنت کو خبردار رہنا چاہیے امید واثق
ہے کہ ہماری یہ تحریر عوام اہلِ سنت کی تسلی و تشفی اور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے
کافی ہو گی۔ اس تحریر سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ احقاقِ حق اور ابطال

ہم پر بدعتی ہونے کے فتوے لگانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی کے نزدیک عید کی نماز سے پہلے خطبہ تلاوت نعت یا وعظ وغیرہ سب خلافِ سنت ہے۔ (فتاویٰ اہلِ حدیث ج۲ ص ۵۹ فتاویٰ علمائے حدیث ج۴ ص ۱۹۸) اور پھر عیدگاہ میں منبر لے کر جانا بھی خلافِ سنت ہے (حوالہ مذکورہ)

وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ وہابی خود خلافِ سنت کام کرتے ہیں اور قرآن وحدیث سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

نام نہاد وہابی محدث مولوی زبیر علی زئی کا احناف کے موقف کی حقانیت کا اقرار

سوال وجواب ہم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

سوال: محترم الشیخ صاحب! میرے اس خط اور میرے مندرجہ ذیل سوال کو ماہنامہ ''الحدیث'' میں شائع کریں۔ سوال یہ ہے کہ کیا چوتھے دن قربانی کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنے والی جو احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ اہل حدیث میں فضیلۃ الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قربانی چار دن ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

فضیلۃ الشیخ نے لکھا ہے کہ ''قربانی' عید کے بعد تین دن تک کی جا سکتی ہے۔ عید دسویں (۱۰) ذوالحجہ کو ہوتی ہے' اس کے بعد تین دنوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں۔ ایامِ تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں۔ (مسند امام احمد ص ۸۲ ج ۴) اگرچہ اس روایت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ منقطع ہے لیکن امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر: ۴۵۳۷)

بعض فقہاء نے عید کے بعد صرف دو دن تک قربانی کی اجازت دی ہے ان کی

دلیل درج ذیل امر ہے:

قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن تک ہے۔ (بیہقی ص ۲۹۷ ج ۹) لیکن یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا لہٰذا قابل حجت نہیں۔ علامہ شوکانی نے اس کے متعلق پانچ مذاہب ذکر کئے ہیں پھر اپنا فیصلہ بایں الفاظ لکھا ہے: ''تمام ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں''۔ (نیل الاوطار ص ۱۲۵ ج ۵)

واضح رہے پہلے دن قربانی کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی پر عمل پیرا رہے ہیں لہٰذا بلا وجہ قربانی دیر سے نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء مساکین کو فائدہ پہنچانے کے لیے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں ہے۔ نیز اگر کسی نے تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کو قربانی کرنا ہو تو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کردے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد اگلا دن شروع ہو جاتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۳۸ - ۷ تا ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ ۲۷ اپریل تا ۳ مئی ۲۰۰۷ء)

یہ وہ دلائل ہیں جن کو حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محترم الشیخ صاحب مندرجہ بالا دلائل اور ان کے علاوہ چوتھے دن قربانی کے جتنے دلائل ہیں ان کو بیان کریں اور ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کریں اور اس مسئلہ قربانی کے بارے میں صحیح ترین تحقیق بیان فرمائیں' اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

اس سوال کو الحدیث میں شائع کریں اور اس کا جواب تحریر فرما کر جوابی لفافے میں بھی ارسال فرمائیں۔

خرم ارشاد محمدی

دولت نگر' گجرات

الجواب: مسند احمد (۴/۸۲ ح ۱۶۷۵۲) والی روایت واقعی منقطع ہے۔

سلیمان بن موسیٰ نے سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ''مرسل''، یعنی منقطع ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۹، ج ۹ ص ۲۹۵)

امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل میں امام بخاری سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''سلیمان لم یدرك احدًا من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سلیمان (بن موسیٰ) نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔ (العلل الکبیر ۱/۳۱۳)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیّدنا جبیر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ آنے والی روایت (نمبر۲) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔ نیز دیکھئے نصب الرایہ (۳/۶۱)

روایت نمبر۲: صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۸۴۳، دوسرا نسخہ: ۳۸۵۴) والکامل لابن عدی (۳/۱۱۱۸، دوسرا نسخہ ۴/۲۶۰) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۹/۲۹۵، ۲۹۶) اور مسند البزار (کشف الاستار ۲/۲۷ ح ۱۱۲۶) وغیرہ میں ''سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم'' کی سند سے مروی ہے کہ (وحي کل ایام التشریق ذبح) اور سارے ایامِ تشریق میں ذبح ہے۔ یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

(۱) حافظ البزار نے کہا: ''وابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم'' اور (عبدالرحمٰن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

(البحر الزخار ۸/۳۶۴ ح ۳۴۴۴، نیز دیکھئے نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱ والتمہید نسخہ جدیدہ ۱۰/۲۸۳)

(۲) عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۵/۱۰۹) کے علاوہ کسی اور

روایت نمبر۳: طبرانی (المعجم الکبیر ۲/ ۱۳۸ ح ۱۵۸۳) بزار (البحر الزخار ۸/ ۳۶۳ ح ۳۴۴۳) بیہقی (السنن الکبریٰ ۵/ ۲۳۹، ۹/ ۲۹۲) اور دار قطنی (السنن ۴/ ۲۸۴ ح ۴۷۱۱) وغیرہم نے ''سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التنوخی عن سلیمان بن موسٰی عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ'' کی سند سے مرفوعاً نقل کیا کہ ''ایام التشریق کلها ذبح'' تمام ایامِ تشریق میں ذبح ہے۔

اس روایت کا بنیادی راوی سوید بن عبدالعزیز ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۶۹۲)

حافظ ہیثمی نے کہا: ''وضعفه جمهور الائمة''

اور اسے جمہور اماموں نے ضعیف کہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/ ۱۴۷)

روایت نمبر۴: ایک روایت میں آیا ہے کہ ''عن سلیمان بن موسٰی ان عمرو بن دینار حدثه عن جبیر بن مطعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: کل ایام التشریق ذبح''

(سنن الدار قطنی ۴/ ۲۸۴ ح ۴۷۱۳، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۲۹۶)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

(۱) اس کا راوی احمد بن عیسٰی الخشاب سخت مجروح ہے۔

دیکھئے لسان المیزان (ج ۱ ص ۲۴۰، ۲۴۱)

(۲) عمرو بن دینار کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

دیکھئے الموسوعۃ الحدیثیۃ (ج ۲۷ ص ۳۱۷)

تنبیہ: ایک روایت میں ''الولید بن مسلم عن حفص بن غیلان عن سلیمان بن موسٰی عن محمد بن المنکدر عن جبیر بن مطعم'' کی سند سے آیا ہے کہ ''عرفات موقف وادفعوا عن عرنة والمزدلفة موقف

وادفعوا عن محسر'' (مسند الشامیین ۲/ ۳۸۹ ح ۱۵۵۶، ونصب الرایہ ۳/ ۶۱ مختصراً)

اس روایت کی سند ولید بن مسلم کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں ایامِ تشریق میں ذبح کا بھی ذکر نہیں ہے۔

خلاصۃ التحقیق: ایامِ تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔

آثارِ صحابہ: روایتِ مسئولہ کے ضعیف ہونے کے بعد آثارِ صحابہ کی تحقیق درج ذیل ہے:

(۱) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الاضحٰی یومان بعد یوم الاضحٰی'' قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔

(موطأ امام مالک ج ۲ ص ۴۸۷ ح ۱۰۷۱ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۲۹۷)

(۲) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''النحر یومان بعد یوم النحر وافضلها یوم النحر'' قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۵ ح ۱۵۷۱، وسندہ حسن)

(۳) سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الاضحٰی یومان بعده'' قربانی والے (اوّل) دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۶ ح ۱۵۷۶، وھو صحیح)

(۴) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''النحر ثلاثة أیام'' قربانی کے تین دن ہیں۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۵ ح ۱۵۶۹، وھو حسن)

تنبیہ: احکام القرآن میں ''حماد بن سلمة بن کهیل عن حجته عن علی'' ہے جبکہ صحیح ''حماد عن سلمة بن کهیل عن حجیة عن علی'' ہے جیسا کہ کتبِ اسماء الرجال سے ظاہر ہے اور حماد سے مراد حماد بن سلمہ ہے۔ والحمد

لله ....

عام اہل حدیث علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ بعض علماء اس سلسلے میں سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ سابقہ صفحات پر تفصیلاً ثابت کر دیا گیا ہے۔

....

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول راجح ہے کہ قربانی تین دن ہے: عیدالاضحیٰ اور دو دن بعد۔

ابن حزم نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ ''نا زید بن الحباب عن معاوية بن صالح: حدثني ابو مريم: سمعت أبا هريرة يقول: الاضحٰی ثلاثة ايام''

یعنی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی تین دن ہے۔

(المحلی ج ۷ ص ۳۷۷ مسئلہ: ۹۸۲)

اس روایت کی سند حسن ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ (مطبوع) میں یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدا میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ ممانعت اس کی دلیل ہے کہ قربانی تین دن ہے والا قول ہی راجح ہے۔ اس ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صراحتاً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آثار میں اختلاف ہے لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ قربانی کے تین دن (عیدالاضحیٰ اور دو دن بعد) ہیں، ہماری تحقیق میں یہی راجح ہے اور امام مالک وغیرہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم (۲/مئی ۲۰۰۷ء)